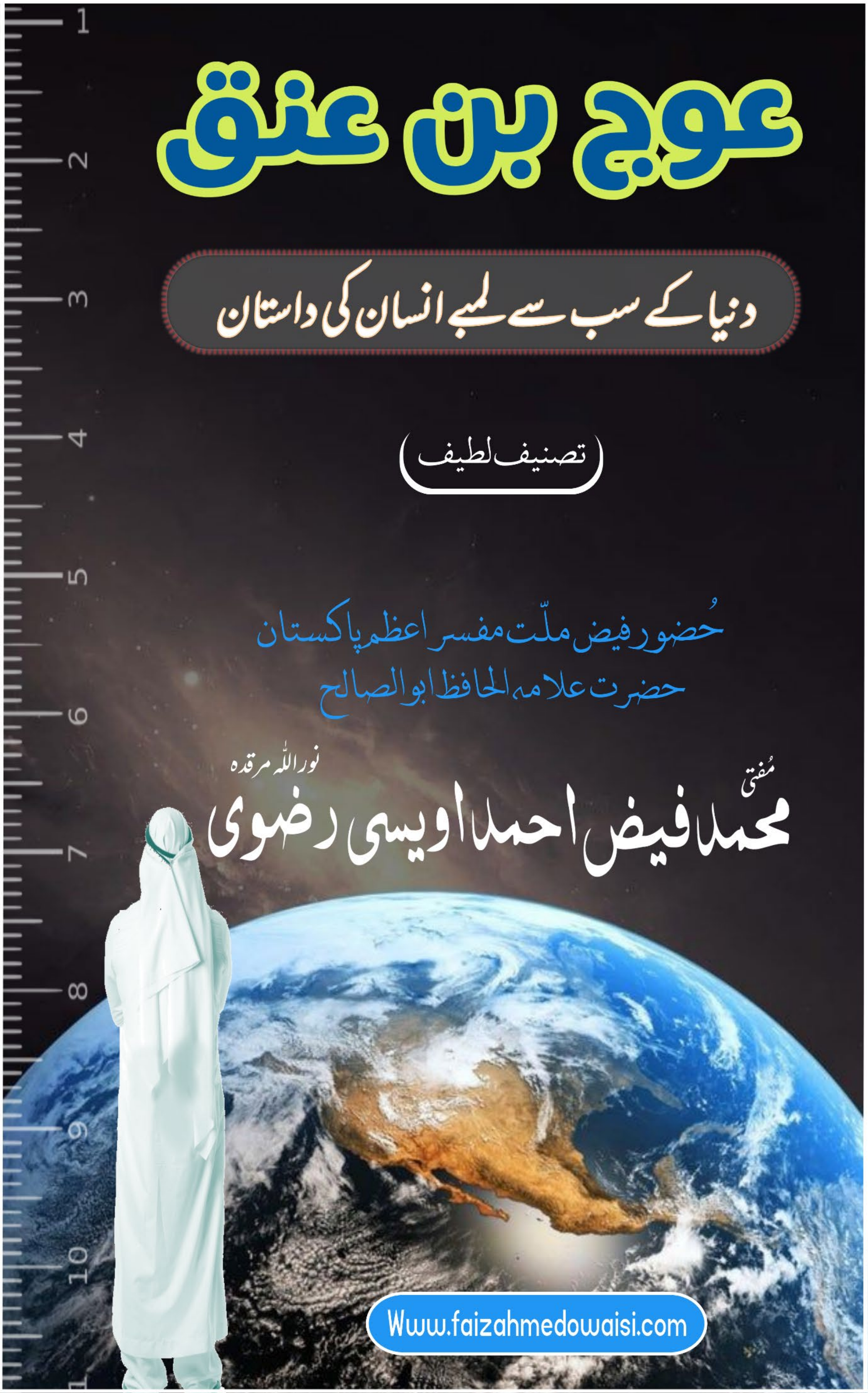


عوج بن عنق

دنیا کے سب سے لمبے انسان کی داستان

(تصنیف لطیف)

حُضور فیض ملّت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح

مُفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہ

Www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

عوج بن عنق

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِاعظم پاکستان،خلیفه مفتی اعظم ہند

حضرت علامه ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کی تصحیح کر لی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد یہ کوئی اسلامی بڑی خدمت نہیں کہ عوج بن عنق جیسوں کے تعارف کے لیے قیمتی وقت صرف کیا جائے لیکن چونکہ بعض باتیں عوام اَہلِ اسلام کے لیے ضعفِ ایمان کا سبب بن جاتی ہیں، انہیں عوام کے اَذہان کے مطابق واضح کیا جائے تو یہ بھی اسلام کی بہترین خدمت ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَیۡرُ النَّاسِ مَنۡ یَنۡفَعُ النَّاسَ [1]

یعنی انسانوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہونچائے۔

فقیر نے چند صفحات میں عوج بن عنق کے بارے میں یہ سطور درج کی ہیں تاکہ عوام غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ فقیر نے **الحاوی للفتاوی** میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے رسالہ "عوج بن عنق" سے زیادہ استفادہ کیا اور ساتھ ہی روح البیان سے بھی مضمون لیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالی عوام اَہلِ اسلام کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ اللہ کرے کہ فقیر کے لئے زادِ راہِ آخرت ثابت ہو اور ناشر کے لئے بھی۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ الکریم الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ وأصحابہ اجمعین

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

جامعہ اُویسیہ رضویہ

(ملتان روڈ) بہاولپور۔ پاکستان

---

[1] (کنز العمال في سنن الاقوال والافعال، کتاب المواعظ و الرقائق والخطب والحکم، فصل في جامع المواعظ والخطب، 128/16، الحدیث 44154، مؤسسة الرسالة، بیروت)

[مقدمه]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰي رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

اما بعد! بچپن میں ہم عوج بن عنق کی مختلف کہانیاں سنتے تھے۔ اَہلِ علم تو اس کے متعلق کچھ نہیں فرماتے تھے البتہ قصہ گو واعظین اس کے متعلق زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے تھے اور عجیب و غریب باتیں سنائی دیتیں، عوج بن عنق کو مافوق البشر انسان کہا جاتا۔ جب ہم نے خود مطالعہ کیا تو کتبِ مختلفہ بالخصوص تفاسیر و تواریخ سے عوج بن عنق ایک عجوبہ رُوزگار نکلا جس کی مختصر تحقیق رسالہ ہذا میں درج کی جاتی ہے۔

عوج بن عنق کے بارے میں تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(1) سرے سے اس کا وجود نہیں اگر وہ تھا بھی تو نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے طوفان سے کیسے بچ سکا جبکہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے:

وَ جَعَلۡنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الۡبٰقِیۡنَ ﴿۷۷﴾ [2]

ترجمہ: اور ہم نے ان کی ذریت کو ہی باقی رکھا۔

اور اس وقت بقایا اُمّت اَہلِ ایمان ہی تھی اور عوج بن عنق کو تمام لوگ کافر مانتے ہیں، جس کی تفصیل آئے گی۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهَذَا عِنْدَهُمْ لَيْسَ مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ وَقَدْ قَالَ تَعَالَى: {وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ} [الصافات: 77] فَأَخْبَرَ أَنَّ كُلَّ مَنْ بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَهُوَ مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ. فَلَوْ كَانَ لعوج وُجُودٌ لَمْ يَبْقَ بَعْدَ نُوحٍ [3]

یعنی یہ عوج بن عنق نوح علیہ السلام کی ذریت سے نہ تھا اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رکھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ طوفانِ نوح کے بعد صرف نوح علیہ السلام کی اولاد باقی رہی اگر عوج کا وجود ہوتا تو وہ بھی ان میں ہوتا۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ: عوج بن عنق کا وجود نہ ماننا نئی بات نہیں، بہت سے مشہور شخصیات کے وجود کو بہت بڑے محققین نہیں مانتے مثلاً حضرت سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کے وجود سے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر امام انکار کرتے ہیں، تفصیل اور جوابات فقیر کی کتاب "ذکرِ اُویس" میں ہے۔ ایسے ہی بہت سے محققین حاتم طائی کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے، ایسے ہی اگر کوئی عوج بن عنق کے وجود کا منکر ہے تو کیا ہوا زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ ان کو عوج بن عنق کے وجود کی روایتیں نہیں ملیں، اگر ملی ہیں تو وہی ہونگی جنہیں ہم آگے چل کر موضوع ثابت کرینگے۔

---

[2] اَلصّٰٓفّٰت: 77

[3] (الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 342/2، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(2)عوج بن عنق عاد کی قوم سے تھا اور طویل القامت و طویل العمر تھا۔

(3) عوج حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براہِ راست اولاد میں سے تھا اور طویل القامت تھا، اس کی تفصیل چند حوالہ جات میں پڑھیے۔

- ❖ قاموس میں ہے عوج بن عنق (بضمھا) ایک مرد تھا جو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ تک زندہ رہا اور حد سے زائد طویل القامۃ مشہور تھا۔[4]
- ❖ طبرانی شریف (معجم کبیر) میں سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد مبارک بارہ ہاتھ تھا اور آپ کا عصا مبارک کا طول بھی بارہ ہاتھ تھا۔ آپ نے بارہ ہاتھ اُوپر چھلانگ لگائی تب عوج بن عنق کے گِٹّوں (ٹخنوں) کو عصا مار کر قتل کیا۔[5]

فائدہ: اس روایت سے صرف عوج بن عنق کے طویل القامت ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور بس۔

(3) امام سیوطی رحمہ اللہ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ عوج بن عنق قومِ عاد کے چھوٹے قد والوں میں سے تھا ان کے چھوٹے قد والے ستر ہاتھ کے اور طویل القامۃ سو ہاتھ کے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد مبارک سات ہاتھ تھا اور عصا بھی سات ہاتھ کا تھا، آپ نے سات ہاتھ اوپر چھلانگ لگائی تب آپ نے عوج بن عنق کے گِٹّے (ٹخنے) پر عصا مار کر اُسے قتل کیا۔[6]

(4) امام سیوطی رحمہ اللہ نے ایک اور روایت نقل فرمائی کہ جب عوج بن عنق کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل کیا اس کا قد آٹھ سو ہاتھ تھا، اس کا عرض چار سو ہاتھ تھا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد مبارک دس ہاتھ تھا، آپ کا قد مبارک بھی دس ہاتھ تھا۔ آپ نے دس ہاتھ اُوپر چھلانگ مار کر اُس کے گِٹّے (ٹخنے) پر عصا مار کر اُسے قتل کیا جس پر وہ دریائے نیل میں گرا۔ اس کے قد کی لمبائی سے دریا میں پل بن گیا جس پر ایک عرصہ تک لوگ دریا عبور کرتے رہے۔[7]

(5) حضرت وہب سے مروی ہے کہ عوج بن عنق کی ماں بناتِ آدم علیہ السلام سے تھی، نہایت حَسین و جمیل تھیں اور عوج بن عنق ان کی اولاد سے ہے جو حضرت آدم کے گھر پیدا ہوا، بڑا سرکش و جابر انسان تھا اور اللہ تعالیٰ جیسے چاہے کسی کو بنائے۔ اس کے قد و قامت کے متعلق عجیب و غریب باتیں آئی ہیں۔ اس کے قد کا طول آٹھ سو ہاتھ اور عرض چار سو ہاتھ تھا۔[8]

---

[4] (القاموس المحيط، باب الجيم، فصل العين، ص200، مؤسسة الرسالة، بيروت)

[5] (المعجم الكبير للطبراني، باب العين، 205/8، الحديث: 8903، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

[6] (الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 342/2، دار الکتب العلمية، بيروت)

[7] (العظمة، قصة عوج وعظم خلقه وبيان شانه، 1519/5، دار العاصمة، الرياض)
(الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 343/2، دار الکتب العلمية، بيروت)

[8] (العظمة، قصة عوج وعظم خلقه وبيان شانه، 1519/5، دار العاصمة، الرياض)
(الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 343/2، دار الکتب العلمية، بيروت)

»»کشتی نوح اور عوج بن عنق»»

منقول ہے کہ عوج بن عنق نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کی کہ اُسے کشتی میں بیٹھنے کی اجازت بخشیں۔ آپ نے فرمایا :

لَمْ أُؤْمَرْ بِذَلِكَ أَيْ عَدُوَّ اللّهِ اغْرُبْ عَنّي

یعنی تیرے لئے مجھے اجازت نہیں اے دشمنِ خدا مجھ سے دور ہو۔

طوفان کے زور کے وقت پانی اس کے صرف کمر تک پہونچا۔ اس وقت وہ مچھلیاں پکڑ کر سورج کی تپش میں بھون کر کھاتا تھا۔ [9]

»»عوج بن عنق کی موت»»

جب عوج بن عنق کو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا لشکر اُس کی قوم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو اُس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کے اندازہ پر ایک پہاڑ سر پر اُٹھا کر چاہا کہ لشکر کے اُوپر دے مارے (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لشکر چھ میل لمبا چھ میل چوڑا تھا۔) اللہ تعالیٰ نے ہدہد کے ذریعے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا کہ ہُدہُد نے لوہے کی تار منہ میں لے کر اُوپر سے پتھر میں سوراخ ڈال دیا جو عوج بن عنق نے سر پر اُٹھایا ہوا تھا وہ پہاڑ عوج کے گلے کا ہار بن گیا جس سے عورت کا چلنا مشکل ہو گیا۔ ہُدہُد نے آکر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام حال سنایا۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام عصا مبارک لے کر چل پڑے۔ آپ کا قد مبارک سات ہاتھ تھا، ایسے ہی عصا سات ہاتھ کا تھا، آپ نے سات ہاتھ اُوپر چھلانگ لگا کر عصا مارا تو عوج کے گٹّھوں (ٹخنوں) کو لگا اِس سے وہ مر گیا۔ [10]

»»تردید الواقعات المذکورہ»»

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا: "هَذَا الْخَبَرُ بَاطِلٌ كَذِبٌ"

یعنی یہ واقعہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔

اس کا واضع عبد المنعم بن ادریس ہے۔

اس کے متعلق ائمہ حدیث کی آراء ملاحظہ ہوں۔

☆ امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: "قَصَّاصٌ لَيْسَ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ تَرَكَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ"

یعنی یہ قصہ گو تھا اس پر کسی نے اعتماد نہیں کیا بہت سے آئمہ نے اِسے متروک بتایا۔

☆ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وہب رحمہ اللہ کی طرف احادیث منسوب کر کے روایت کرتا جو سراسر جھوٹ اور نرا افتراء تھا۔

☆ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے "ذَاهِبُ الْحَدِيثِ" (حدیث ضائع کرنے والا) کہا۔

---

[9] (الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 343/2، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[10] (الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 343/2، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

☆ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اپنے والد وغیر کا نام لے کر حدیث وضع کرتا تھا۔

☆ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (لسان المیزان) میں فرمایا کہ "مَاتَ إدريس وعبد المنعم رَضِيعٌ" [11]

☆ امام احمد جمال سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے باپ سے کوئی بات نہیں سنی۔

☆ ابن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: "كَذَّابٌ خَبِيثٌ" (بہت جھوٹا ہے یا غلط بات کہنے والا ہے۔)

☆ ابوزرعہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "وضع الحديث" (حدیثیں گھڑنے والا ہے۔)

☆ القدس رحمہ اللہ نے فرمایا: "مَتْرُوْک" (لائق ترک سمجھا گیا ہے۔)

☆ ابواحمد الحاکم رحمہ اللہ نے فرمایا: "ذَاهِبُ الْحَدِيثِ"

☆ ابن المدینی رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: "لَيْسَ بِثِقَةٍ" (قابل بھروسہ نہیں ہے۔)[12]

☆ امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جسے بھی اس کی روایت کرتے دیکھا تو سب نے اس کی روایت کو باطل کہا۔

☆ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی کتاب الموضوعات میں ایسی روایات بہت ہیں بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ ابو ادریس بھی متروک ہے۔(واللّٰہ تعالیٰ اعلم) [13]

ان جملہ دلائل سے ثابت ہوا کہ عوج کی طویل القامتی و طویل العمری کی کہانی بالکل باطل اور جھوٹ ہے۔

»»مزید تردید««

ابن القیم نے "المنار المنيف في الصحيح والضعيف" میں ایک قاعدہ لکھا کہ جو روایت شواہدِ صحیحہ کے خلاف واقع ہو وہ روایت یقیناً موضوع ہو گی مثلاً عوج بن عنق کی کہانی مندرجہ ذیل کی روایات کے خلاف ہے۔ [14]

☆ پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد صرف آپ کی مومن ذریت ہی باقی رہی اور عوج بن عنق بالاتفاق کافر ہے۔ اگر وہ باقی رہا ہو تو "وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ" [15] آیت قرآنی کے خلاف بنتا ہے۔

تبصرہ أویسی غفرلہٗ: یہ کوئی اعتراض وزنی نہیں کیونکہ آیت میں اکثریت مراد ہے تو عوج کا بچ جانا قدرت سے ہو سکتا ہے لیکن چونکہ ہم بھی عوج کو اس طرح نہیں مانتے جیسے جھوٹے راویوں نے بیان کیا ہے لیکن ان کے رد میں یہ دلیل غیر مُكْتَفِيْ (ناکافی) ہے۔

---

[11] ادریس کا انتقال ہوا تو عبد المنعم گود میں تھا۔

[12] (لسان الميزان، من اسمه عبد المنان وعبد المنعم، 279/5، الحديث: 4939، دار البشائر الاسلامية، بيروت)

[13] (الحاوي للفتاوي، الاوج في خبر عوج، 343/2، دار الكتب العلمية، بيروت)

[14] (المنار المنيف في الصحيح والضعيف، ص70، دار عالم والفوائد مكة المكرمة)

[15] اَلصّٰٓفّٰت: 77

❖ عوج کی کہانی طویل القامتی حدیث صحیحہ میں ہے:

خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا الخ فَلَمْ يَزَلْ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ [16]

یعنی اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ان کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا اور ان کے بعد سے اب تک انسانوں کا قد کم ہوتا رہا۔

فائدہ: یہ دلیل بھی پہلی دلیل کی طرح ہے۔

❖ عوج کی کہانی دِرَايَةً (عقل ودانش کی روشنی میں) بھی صحیح نہیں کیونکہ اس میں آیا ہے کہ عوج سورج کی تپش سے مچھلی بھون کر کھاتا تھا اور اس کے بڑے قد کی مقدار تین سو ہاتھ بتائی گئی۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ سورج تو چوتھے آسمان میں ہے اور ہر آسمان اور اس کی خلاء ایک ہزار برس کی مسافت ہے۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ: یہ دلیل بھی غیر مُكْتَفِيْ (ناکافی) ہے اسی لئے کہ یہ کہاں ضروری ہے کہ سورج کے عین نیچے ہی مچھلی بھونی جاتی ہے اور اس کی تپش سے نہیں۔ ہو سکتا ہے عوج نے تپش سے مچھلی بھون لی ہو جیسے ہمارے ہاں ملتان کے (شمس تبریز رحمہ اللہ کا قصہ مشہور ہے۔

»»واضع کون اور کیوں»»

ایسی روایات کے واضعین عموماً اَہلِ کتاب ہوتے ہیں جن سے مسلمان کسی غلطی سے نقل کر کے عام پھیلا دیتے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب "موضوع روایات" میں ہے اور اس سے ان کا مقصد صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کو مَطعُون کرنا ہوتا ہے اور بس، چنانچہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے الحاوی للفتاوی (جلد ۲، صفحہ ۵۴۴) میں لکھا۔

»»تحقیقی قول»» عوج بن عنق واقعی ایک آدمی اس دنیا میں ہو گزرا ہے اور اس نے عمر بھی لمبی پائی اور قد بھی اس کا طویل تھا لیکن نہ اتنا جتنا بیان کیا جاتا ہے اور یہ براہِ راست آدم علیہ السلام کا لڑکا تھا بلکہ یہ کافر عاد کی قوم کا بقایا تھا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ تھا آپ نے ہی اسے عصا سے قتل کیا، اس کا قد ایک سو ہاتھ تھا اور یہ حدیث مذکور کے خلاف نہیں کیونکہ عموم سے نوادر (عجیب وغریب) مستثنیٰ (الگ) ہوتے ہیں۔ [17]

حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ نے مستقل رسالہ "اَلْأَوْجُ فِيْ خَبَرِ عَوْجٍ" صرف اسی موضوع پر لکھا ہے جو الحاوی للفتاوی کی جلد دوم میں چھپا ہے۔ اس رسالہ کے آخر میں مذکورہ تحقیقی قول لکھ کر لکھتے ہیں: " هَذَا الْقَدْرُ الَّذِي يُحْتَمَلُ قَبُولُهُ "

---

[16] (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب بدء السلام، 2299/5، الحديث: 5873، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[17] (الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 343/2، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی اتنا قدر اس قول کو قبول کرنے کے لئے کافی ہے۔ (وَاللّٰهُ أَعْلَمُ)[18]

»»مضمون روح البیان»»

اس بارے میں صاحب روح البیان رحمہ اللہ کا مضمون بھی پڑھ لیں۔

»»عوج بن عنق اور بنی اسرائیل کا واقعہ»»

جب بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر میں رہنے سہنے گئے تو پھر انہیں اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ اریحا جو شام میں واقع ہے ہجرت کر جائیں۔ اس اریحا کو ارضِ مقدس سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے متعلق ہزار دیہات تھے اور ہر دیہات میں ہزار ہزار باغات تھے، ان میں کنعانی جبارین مقیم تھے۔ بنی اسرائیل سے اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے وہاں سکونت مقرر فرمائی ہے تم وہاں چلے جاؤ اور ان جبارین سے جہاد کر کے انہیں وہاں سے نکال دو، ان کی بڑی قوت و طاقت کے نہ رعب میں آنا اور نہ ہی خوف کھانا، اس لئے کہ میں تمہاری مدد کروں گا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان کی قوم میں بارہ (۱۲) سردار مقرر فرمائیں جو کہ ہر برادری کا علیحدہ علیحدہ نمائندہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دیانت دار ہو اور ان سب کی ذمہ داری اسی کے سپرد ہو اور جو احکام صادر کئے جائیں ان کا اجراء (عمل در آمد) ان کے سرداروں کے ذمہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے خود اپنے بارہ سردار منتخب کئے اور ان سرداروں کو جاسوسی کے طور پر ارضِ کنعان میں بھیج دیا تاکہ معلوم کریں کہ ان کا چال چلن کیسا ہے۔ انہوں نے کنعانیوں کو دیکھ کر حالات سنائے کہ وہ بڑے بڑے موٹے اور قد آور لوگ ہیں اور بہت طاقتور ہیں۔ وہ سردار کنعانیوں کے یہ حالات دیکھ کر گھبرا گئے اور آتے ہی تمام حالات اپنی برادری میں پھیلا دیئے حالانکہ انہیں موسیٰ علیہ السلام نے روکا تھا کہ ان کے حالات اپنی اپنی برادری کو نہ بتانا لیکن انہوں نے عہد شکنی کی، صرف دو حضرات اس معاہدے پر مستحکم رہے۔

- حضرت کالب بن یوقنا جو کہ یہودی اولاد کے نقیب تھے۔
- یوشع بن نون جو افرائیم بن یوسف صدیق علیہ السلام کی اولاد کے سردار تھے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جب یہ سردار کنعانیوں کی طرف جاسوسی کرنے جارہے تھے تو راستہ میں انہیں عوج بن عنق ملا جس کا قد تین ہزار تین سو(3333) گز لمبا تھا اور اس نے تین ہزار سال دنیا میں زندگی بسر کی، اس کا قد بادلوں سے آگے بڑھا ہوا تھا، پانی کی ضرورت پڑتی تو اسی بادل سے پانی لے لیتا تھا، آسمان پر چلنے والے دریا سے مچھلی لے کر سورج کی حرارت سے اُسے بھون کر کھالیتا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کے زمانۂ اقدس میں طوفان اُٹھا تو زمین کے چپے چپے پر پھیل گیا اور پہاڑوں کو ڈبو دیا۔ عوج بن عنق ایک پہاڑی پر کھڑا ہو گیا جس سے طوفان کا پانی صرف گھٹنوں تک پہنچا۔ اس کی ماں کا نام عنق تھا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی

---

[18] (الحاوی للفتاوی، الاوج فی خبر عوج، 343/2، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

صلبی(سگی) بیٹی تھی وہ بھی اتنی ہی جسیم (موٹی/فربہ) تھی کہ اس کے بیٹھنے کے وقت وہ زمین کے پورے ایک جَرِیب [19] کو گھیر لیتی تھی۔ بنی اسرائیل کے یہ سردار جب جارہے تھے تو عوج بن عنق نے ان بارہ(۱۲) سرداروں کو پکڑ کر اپنی جمع کر وہ لکڑیوں کے گڑھے میں باندھ لیا اور لے جاکر اپنی عورت کے آگے دے مارا اور کہنے لگا یہ ہیں وہ جو ہمارے ساتھ جنگ کرنے آئے ہیں اور پھر اپنی عورت سے کہا کہ انہیں پیروں کے نیچے دبا کر پیستا ہوں۔ عورت نے کہا اِنہیں چھوڑ دیجئے تا کہ واپس جاکر اپنی قوم کو بتائیں۔

»»جبابرہ کا مختصر تعارف««

مروی ہے کہ عوج بن عنق نے ان تمام سرداروں کو پکڑ کر اپنی آستین میں چھپالیا اور انہیں لے جاکر بادشاہ کے آگے ڈال دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اے سردارو! تم واپس چلے جاؤ اور اپنی قوم کو ہمارے ساتھ لڑنے سے باز رکھو ورنہ وہ سب مقابلہ میں پِس جائیں گے۔ ان کی ہر شئے بنی اسرائیل کے لئے موجبِ دہشت بنی۔ چنانچہ منقول ہے کہ باغات کے انگوروں کا ایک گچھا اتنا بھاری تھا کہ اسے چار یا پانچ آدمی لکڑی پر رکھ کر اُٹھاتے۔ ان کے انار کے ایک چھلکے میں اتنی وسعت تھی کہ اس میں پانچ آدمی باآسانی چُھپ کر بیٹھ سکتے تھے۔ اس طرح ان کے ہر ہر معاملہ کو بنی اسرائیل کے نمائندوں نے دیکھا اور واپس چلے گئے۔ آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ یہ حالات سوائے موسیٰ وہارون علیہم السلام کے کسی کو نہ بتانا، وہ جیسے چاہیں گے کریں گے۔ ایک دوسرے سے پختہ معاہدہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اُن کے پاس جبابرہ کے باغ کے انگور کا صرف ایک دانہ موجود تھا جس کا بوجھ ایک اُونٹ کے برابر تھا۔ واپسی پر کالب ویوشع کے سوا سب نے معاہدہ توڑ دیا اور اپنی اپنی قوم کو جبابرہ کی لڑائی سے روک دیا اور جبابرہ کی تمام کرتوت وطاقت کی سب کو خبر دے دی۔

»»عوج بن عنق کی ہلاکت««

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر کئی میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ عوج بن عنق جبابرہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معائنہ کرنے کے لئے آیا۔ لشکر کو دیکھ کر، پہاڑ سے لشکر کے طول وعرض کے مطابق ایک ٹکڑا اُٹھایا تا کہ یکدم ان پر وہ پتھر دے مارے اور سب کے سب فنا ہو جائیں۔ جب وہ پہاڑی کا ٹکڑا سر پر رکھ کر موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو فنا کرنے کے لئے چل پڑا تو اللہ تعالیٰ نے ہُدہُد کو حکم دیا کہ عوج بن عنق کے سر پر رکھے ہوئے پتھر میں سوراخ کر دے۔ جب ہُدہُد نے اُس پتھر میں سوراخ کیا تو وہی پھر عوج بن عنق کے گلے کا ہار بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد مبارک دس گز اور آپ کے عصا مبارک کا طول بھی دس گز تھا(اور آپ دس گز اونچی پہاڑی پر کھڑے تھے۔) آپ نے عصا مبارک عوج بن عنق کو مارا تو اس کے ٹَخنے(ٹخنے) تک پہنچا بمجرد(محض/اکیلا) عصا مبارک کے لگنے سے عوج بن عنق بیہوش ہو کر گر پڑا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور ساتھی بھی تھے جن کے پاس خنجر تھے، جب اُسے بیہوش ہو کر گرتا دیکھا تو سب نے یکبارگی حملہ کر دیا جس سے عوج بن عنق مارا گیا۔

---

[19] ساٹھ یا پچپن گز لمبی بیس گٹھے کی زنجیر جس سے زمین کی پیمائش کی جاتی ہے۔

»»سبق»»

اللہ تعالی کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے پیارے بندوں کی اس طرح مدد فرماتا ہے جو عقل و قیاس میں نہیں آسکتی۔ اللہ تعالی کے ہر فعل میں ہزاروں حکمتیں اور بے شمار مصلحتیں ہوتی ہیں۔ [20]

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بھاولپور پاکستان

۲۳رجب المرجب۱۳۹۸ [21]

---

[20] (تفسیر روح البیان، سورۃ المائدہ: الآیۃ 1، 33/2. دار الفکر بیروت)

[21] حضور فیضِ ملت رحمہ اللہ نے ۲۳رجب المرجب۱۳۹۸ ھ کو بہاولپور میں دنیا کے سب سے طویل انسان کی صحیح داستان پر مبنی رسالہ "عوج بن عنق" مکمل فرمایا۔ جسے عطاری پبلشرز نے ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مئی ۲۰۰۳ء میں شائع کیا۔